شیخ الحدیث مولانا محمد یونس حفظہ اللہ تعالیٰ
خطیب جامعہ سلفیہ فیصل آباد

تقدس حرمین شریفین

وإذ بوأنا لإبراهيم مكان البيت أن لا تشرك بي شيئا وطهر بيتي للطآئفين والقآئمين والركع السجود ٥ وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله في أيام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الأنعام فكلوا منها وأطعموا البآئس الفقير ٥
(سورۃ الحج آیت نمبر 26 تا 28)

اور جب ہم نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی (وہ) جگہ بتائی (جس جگہ پر ہم نے سب سے پہلے اس زمین پر اپنا گھر بنایا تھا اور) ہم نے اسے کہا کہ میرے ساتھ (میری عبادت میں میری صفات میں) کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا اور جو لوگ بھی میرے گھر میں طواف کرنے کے لیے آئیں یا میرے حضور کھڑے ہوں یا رکوع یا سجدے کی حالت میں ہوں ان سب لوگوں کے لیے تم میرے گھر کو صاف و پاکیزہ رکھنا، اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجیے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ لوگ پیدل بھی اس گھر کی طرف چلے آ رہے ہیں اور ہر دُبلی پتلی سواری پر سوار ہو کر دور دراز کے علاقوں سے دنیا کے ہر کونے سے تنگ اور دشوار گزار راستوں سے گزر کر لوگ یہاں پہنچیں گے تا کہ اپنے منافع اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھ لیں اور متعین دنوں میں ان حیوانات کو جو ہم نے ان کے لیے حلال کیے ہیں ان پر اللہ کا نام لے کر (ذبح کریں اور ان کی قربانیاں اللہ کے حضور پیش کریں) پھر خود بھی اس سے کھائیں اور جو لوگ بھی تنگ دست اور فقیر ہیں انہیں بھی اس سے کھلائیں۔

آج کل دنیا کے کونے کونے سے اللہ پر ایمان لانے والے وہ بندے جن کے دِل میں اللہ کی اور اس کے دین کی عظمت اور اللہ کے شعائر کی تعظیم کے جذبات موجود ہیں۔ وہ اپنی زبانوں پر

لبیک اللھم لبیک کے ترانے گاتے ہوئے اس زمین پر قدیم ترین اور افضل ترین گھر اور مقدس ترین شہر کی جانب سفر کا آغاز کر رہے ہیں۔

ہر مومن کے دِل میں اس بات کا شوق ہونا چاہیے کہ وہ اپنے رَب کے گھر کی زیارت کرے اور رب کی عظمت کو پہچاننے کے لیے دیکھے کہ جس گھر کی نسبت اللہ تعالی کی جانب ہے وہ رب اسے کتنی عظمتیں عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالی کے گھر کی عظمت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے دِل میں اللہ کی عظمت کو مزید بڑھائے کہ اس پوری کائنات میں اللہ سے بڑھ کر کوئی عظیم نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عظمتوں کا مالک نہیں ہے۔ دنیا کی ساری عظمتیں اس اللہ کے ساتھ خاص ہیں، عظیم ہے تو ایک اللہ کی ذات عظیم ہے۔ وہ جسے چاہے دنیا میں عظمت عطا کردے جسے چاہے عزتیں عطا کردے۔ اللہ کے سوا اس کائنات میں کوئی کسی کو عظمت نہیں دے سکتا۔ اور ہر وہ چیز جس کی نسبت اللہ کی جانب ہوجائے اس نسبت کے ساتھ بھی اس چیز کی حرمت وعظمت اور تقدس میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ پتھروں کے بنے ہوئے گھر کی نسبت اگر اللہ کی جانب ہوجائے وہ بیت اللہ بن جائے تو اسے بھی عظمتیں مل جاتی ہیں۔ عام پہاڑوں کا پتھر جو اس بیت اللہ کا حصہ بن جائے اس پتھر کو حرمت مل جاتی ہے۔ اگر کسی حیوان کی نسبت بھی اللہ کی جانب ہوجائے وہ ناقۃ اللہ بن جائے۔ تو اسے بھی عزت وحرمت مل جاتی ہے اور ربِ کائنات پھر ایسے لوگوں پر عذاب نازل کردیتے ہیں۔ اس قوم کو تباہ وبرباد کردیتے ہیں جو (اللہ کی اونٹنی) ناقۃ اللہ کی حرمت تسلیم نہیں کرتے، اس کا احترام نہیں کرتے، عزت واحترام اللہ ہی دینے والا ہے، اللہ سے لَو لگانے میں اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں عزت وعظمت ہے۔

وہ غلاف جو عام غلاف ہوتا ہے، لیکن جب بیت اللہ کی دیواروں پر ڈال دیا جاتا ہے تو اس غلاف کو بھی حرمت وعظمت مل جاتی ہے اسے تقدس حاصل ہوجاتا ہے، وہ ہاتھ جو حجر اسود کو لگ جائے اسے چومنا بھی عبادت بن جاتا ہے۔ یہ چیز ہمیں بتاتی ہے کہ عظمتوں کی مالک صرف ایک اللہ کی ذات ہے۔ اس کے سوا کسی کے پاس عظمت نہیں ہے۔ ہاں اس کے پاس ہے جسے وہ عطا کردے اور اللہ کی عظمت کے حصول کا ذریعہ یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کیا جائے، تعلق کو قائم کیا جائے۔ اللہ کی طرف اپنی نسبت ملائی جائے، انسان اللہ کا بندہ بن جائے، اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں ہے جو اللہ کا بندہ بن جاتا ہے صحیح معنوں میں اللہ کے سامنے جھک جاتا ہے اس کی بندگی،

اس کی غلامی اختیار کر لیتا ہے اس کے احکامات وتعلیمات کو اختیار کر لیتا ہے اس سے افضل انسان کوئی نہیں ہوتا اور حج ہمیں اسی بات کا درس دیتا ہے کہ اگر تم دنیا کی عظمتیں چاہتے ہو تو ایک ہی راستہ ہے اس عظیم ترین ہستی کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر لو اور اس کی عظمت کو دِل میں بٹھا لو۔ اس بات کو مان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عظمت کا مالک نہیں ہے، کسی اور سے عظمت نہیں مل سکتی۔

جب حجاج کرام بیت اللہ کی زیارت کے لیے حج کے لیے روانہ ہوتے ہیں تو ان کے دِل میں اللہ کی عظمت اور اس کے گھر کی عظمت بٹھانے کے لیے تعلیمات دی جاتی ہیں کہ یہ تمام زیب و زینت، یہ فاخرانہ لباس ان سب کو اتار دو، تم اللہ کے گھر کی جانب جا رہے جو عظیم ترین ذات ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عظیم نہیں ہے، اس کے علاوہ کوئی عظمت دینے والا نہیں ہے۔ تم اس کے گھر کی جانب جا رہے ہو اس لئے اپنے آپ کو انتہائی عاجزانہ انداز میں انکساری اور تذلل اختیار کرتے ہوئے ، فاخرانہ لباس کو چھوڑ کر خوشبو کو ترک کرتے ہوئے اور ہر وہ چیز جو زینت و آرائش کا باعث بنتی ہے اسے ترک کر کے اپنے سفر کا آغاز کرو گے تو تمہارا یہ سفر عبادت ہوگا۔ حج کا حصہ بنے گا، لیکن اگر تم نے سفر میں عاجزی کا اظہار نہیں کیا، لباس فاخرانہ پہنا، خوشبو کا استعمال کیا، زیب و زینت کو اختیار کیا، تمہارا یہ سفر عبادت نہیں بنے گا۔ سب سے پہلے اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرو، ایسی تمام چیزیں اللہ کی خاطر چھوڑ کر صرف احرام کے سادہ لباس میں اس کے گھر کی جانب سفر کا آغاز کرو۔

پھر اس گھر کی عظمت دل میں بٹھائی کہ تم جس گھر کی جانب جا رہے ہو وہ کتنا عظیم گھر ہے۔ اسے کتنی عظمتیں ملی ہیں، کہ ساری دنیا کے مسلمان اسی گھر کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں وہ پوری اُمت کی وحدت کی علامت ہے، دنیا بھر میں مسلمان جہاں بھی نماز ادا کریں گے ان کا رخ بیت اللہ کی جانب ہوگا۔

یہ بیت اللہ اس اُمت کی وحدت کی علامت ہے، اسلام نے ہمیں اس کی تعظیم کا درس دیا کہ دیکھو یہ وہ بیت اللہ ہے جس کی جانب تم منہ کر کے نمازیں پڑھتے ہو اس کے تقدس کا یہ تقاضا ہے کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو تمہارا رُخ اس جانب نہیں ہونا چاہیے۔ دِل میں اس کی عظمت پیدا کی کہ یہ وہ جہت و جانب ہے جس کی طرف رخ کر کے تم نمازیں پڑھتے ہو، اب اس کی جانب منہ

کر کے تم قضائے حاجت کرو یہ اس کے تقدس کے منافی ہے۔ مومن کے دِل میں جب تک اللہ کے شعائر کی عظمت نہ ہو اس کے دِل میں تقویٰ پیدا نہیں ہوسکتا ہے۔

ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانہا من تقوی القلوب

وہ چیزیں جن کی نسبت اللہ کی طرف ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں عظمتیں اور حرمتیں عطا کرتے ہیں، جب تک کسی مومن کے دِل میں ان چیزوں کی عظمت پیدا نہیں ہوگی اس کے دِل میں تقویٰ نہیں آسکتا۔ ان شعائر اللہ کی عزت و احترام اور تقدس جب تک کسی مومن کے دل میں انتہائی درجے کا نہ ہوگا اس کا دل تقویٰ سے خالی ہوگا۔ اس لیے اہل ایمان کے دل میں اس گھر کی عظمت بٹھا دی کہ اس طرف منہ کر کے تم نے قضائے حاجت نہیں کرنی اور نہ اس کی جانب منہ کر کے تم تھوک سکتے ہو۔ یہ بھی اس کی حرمت ہے۔ اس لیے کہ وہ گھر جس کی طرف تم منہ کر کے نماز پڑھتے ہو، اللہ سے مناجات اور دعائیں کرتے ہو، اس سے اپنی حاجات طلب کرتے ہو، اس کی حرمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی جانب تم تھوک نہیں سکتے ہو، قضائے حاجت نہیں کر سکتے ہو۔

پھر جب ایک حاجی احرام باندھ کر عاجزی وانکساری کے ساتھ سفر کا آغاز کرتا ہے تو اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اب احرام باندھنے کے بعد تمہارے لیے جائز نہیں ہے کسی جانور کا شکار کرو، کسی انسان کا خون بہانا تو بہت بڑی بات ہے، کسی شکاری جانور کا خون بھی نہیں بہا سکتے ہو۔ دل میں اللہ کی مخلوق کی حرمت پیدا کر دی، کہ تم اللہ کے بندے بن کر سفر کا آغاز کر رہے ہو، تمہارے دِل میں اللہ کی جانب منسوب ہر چیز کا احترام ہو، وہ اللہ کی مخلوق انسان ہے یا حیوان ہے، کسی پر زیادتی اور ظلم نہیں کرنا ہے۔ تم اللہ کے بندے تب ہی بن سکتے ہو جب اللہ کی کسی بھی مخلوق پر زیادتی نہیں کرو گے، کسی کی حق تلفی نہیں کرو گے، کسی پر ظلم نہیں کرو گے۔ اگر تم نے احرام باندھ کر بھی کسی حیوان پر ظلم کیا تو تمہیں بطور سزا اس کا کفارہ دینا ہوگا، اگر اس کا کفارہ ادا نہیں کرو گے تو تمہارا حج قبول نہیں ہوگا۔ یہ حرمت نفس جو ایمان کی علامت ہے۔ مسلمانوں کو سکھائی جا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ یوم فتح مکۃ : ان ھذا البلد حرمہ اللّٰہ یوم خلق السموت والارض فھو حرام بحرمۃ اللہ الی یوم

القيامة و انه لم يحل القتال فيه لاحد قبلي و لم يحل لي الا ساعة من نهار فهو حرام بحرمة الله الى يوم القيامة لا يعضد شوكه و لا ينفر صيده و لا يلتقط لقطته الا من عرفها و لا يختل خلاها .
(متفق عليه)

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اعلان فرمایا کہ لوگو! یہ وہ شہر ہے، وہ سرزمین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرمت عطا کی ہے۔ وہ آج کے دِن سے نہیں بلکہ جب انسان پیدا بھی نہیں ہوا تھا، زمین و آسمان کی تخلیق کے ساتھ ہی رب ذوالجلال نے اس مکہ کی سرزمین کو حرمت عطا کر دی تھی۔ اسے احترام والا بنادیا تھا۔ یہ قیامت تک قابل احترام رہے گا، اس سرزمین میں جنگ کرنا نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے جائز تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے جائز ہوگا، میرے لئے بھی صرف دن کے ایک حصہ میں اسے جائز کیا گیا تھا۔ سن لو یہ مکہ اللہ کی عطا کردہ حرمت کے ساتھ قیامت تک کے لیے قابل احترام ہے۔ پھر اس کے آداب بتائے کہ اس شہر میں کہیں بھی خودرو جھاڑیاں ہوں تم کو انہیں اکھاڑنے کا حق نہیں ہے، اور یہ بھی جائز نہیں کہ مکہ کی سرزمین سے کسی شکاری جانور کو بھگا کے حدود حرم سے باہر لے جا کر اس کا شکار کیا جائے۔ (یہ مکہ قابل احترام ہے جو انسان یا حیوان اس سرزمین میں داخل ہو جائے اسے بھی احترام مل جاتا ہے۔ کوئی شکار جنگل سے بھاگ کر حرم میں آ جائے تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے حرم سے بھگا کر باہر لے جا کر اس کا شکار کرلو۔ سرزمین مکہ پر اگر کسی کی چیز گری ہوئی ہے تم اٹھا نہیں سکتے ہو۔ ہاں کوئی شخص جس کے پاس وسائل ہیں وہ اس کا اعلان کر کے مالک تک پہنچا سکتا ہے تو اس عزم کے ساتھ تو اٹھا سکتا ہے وگرنہ سرزمین مکہ میں کسی کی کوئی چیز گری پڑی ہے، اسے اٹھانا جائز نہیں ہے۔ اور یہاں کی گھاس بھی نہیں کاٹی جا سکتی ہے۔

یہ حرمت ہے سرزمین مکہ کی جس کا اعلان رحمت کائنات ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا۔ یہ سرزمین مکہ کوئی معمولی زمین نہیں ہے یہ مہبط وحی ہے، وحی الٰہی کے نزول کی جگہ ہے، جبرائیل امین وحی کو لے کر سب سے پہلے اس شہر میں تشریف لائے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس میں اسلام کے آخری اور سب سے بڑے رکن حج کی تکمیل ہوتی ہے۔ دنیا کے کسی اور مقام پر اس رکن کو ادا نہیں کیا جا سکتا۔ نمازیں جہاں چاہیں پڑھ لیں، روزے

جہاں چاہیں رکھ لیں، زکوٰۃ جہاں چاہیں ادا کردیں لیکن حج کی تکمیل صرف ایک ہی مقام پر ہوسکتی ہے وہ سرزمین مکہ ہے۔اس کو چھوڑ کر کہیں اور جا کر تم اسلام کے اس رکن کو ادا نہیں کر سکتے۔ یہ وہ سرزمین مکہ ہے جس نے انسانیت کو نور دیا، ہدایت دی، رہنمائی دی، دنیا اور آخرت کی کامیابی کے اصول دیئے اور رحمت کائنات ﷺ ایک دن سرزمین مکہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

و اللہ انک لخیر ارض اللہ و احب ارض اللہ الی اللہ و لو لا انی اخرجت منک ما خرجت . (ترمذی ، ابن ماجۃ)

اے سرزمین مکہ تم اللہ کی زمین کا بہترین حصہ ہو۔اور اللہ کے نزدیک بھی تم سب سے بڑھ کر محبوب جگہ ہو۔اور اے سرزمین مکہ! اگر یہ ظالم لوگ مجھے مکہ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں کبھی نہ نکلتا۔

اس شہر کی حرمت، اس کی عظمت ہر مومن کے دِل میں ہونی چاہیے۔ ہر مومن کے دِل میں شوق ہونا چاہیے کہ میں بھی اللہ کے گھر کو دیکھوں، اللہ کی عظمت کو پہنچانوں کہ اللہ کیسی عظمتیں عطا کرتا ہے، کیسا احترام دیتا ہے۔رب ذوالجلال جسے چاہے احترام دے دیتا ہے وہ زمین ہو، وہ گھر ہو، وہ اونٹنی ہو، وہ انسان ہو، وہ حیوان ہو، وہ دین ہو، وہ مہینہ ہو، وہ سال ہو، حرمت عطا کر دیتا ہے۔

رب ذوالجلال نے سال کے ۱۲ مہینوں میں چار کو حرمت عطا کی ہے ذوالقعدہ ذوالحج اور محرم یہ تین مہینے لگاتار مہینے ہیں جنہیں اللہ نے حرمت والا قرار دیا ہے اور ایک رجب کے مہینہ کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ سارے مہینے اللہ کے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے ساتھ ہی ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں کو قابل احترام بنا دیا تھا۔اس کی حرمت کے وہ لوگ بھی قائل تھے اور اس کی حرمت کو ملحوظ رکھتے تھے جو عرب کے ڈاکو، چور تھے، لوگوں کو لوٹتے تھے، لوٹ مار ان کا کاروبار تھا۔عرب کے ڈاکو بھی ان حرمت والے مہینوں میں ڈاکے سے باز آجاتے تھے، وہ بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ان مہینوں میں کسی کا خون نہیں بہاتے تھے، لڑتے تھے، لیکن جنگ کے دوران جب یہ مہینہ آجاتا، جنگ بند کر دیتے تھے کہ نہیں یہ حرمت والا مہینہ ہے۔اس کی حرمت، احترام کا تقاضہ ہے کہ ہم نہ چوری کریں، نہ ڈاکہ ڈالیں، نہ کسی سے لڑیں اور نہ کسی کا خون بہائیں۔ان ظالموں

اور جاہلوں کے دلوں میں بھی ان مہینوں کی عظمت تھی، احترام تھا۔
آج ہم بھی مسلمان ہیں مگر ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ مہینے کون سے ہیں۔کون سے چار مہینے ہیں جو حرمت والے ہیں۔ہم تو یہ بھی نہیں جانتے ہیں احترام تو دور کی بات ہے۔کیا ان چار مہینوں میں ہمارے ہاں چوری بند ہو جاتی ہے؟ ڈاکے بند ہو جاتے ہیں؟ ظلم بند ہو جاتے ہیں؟ انسانی خون نہیں بہایا جاتا؟ کوئی فرق نہیں پڑتا کسی مسلمان ملک میں یہ چار مہینے آئیں، ختم ہو جائیں۔ان کی زندگی پہلے معمول کے مطابق چلتی رہتی ہے۔

بیت اللہ مسجد حرام وہ بھی عام زمین ہے۔عام مسجد کی طرح ہے لیکن رب ذوالجلال نے اسے یہ فضیلت عطا کی ہے

صلوة فی المسجد الحرام خیر من مائة الف صلوة فی ما سواه (مسند احمد)

وہ نماز جو بیت اللہ میں ادا کی جائے وہ اس نماز کی نسبت جو کسی اور مقام پر ادا کی جائے ایک لاکھ گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے۔دلوں میں عظمت پیدا کی جارہی ہے کہ اے ایمان والو! اللہ نے اس گھر کو اس مسجد کو عظمت عطا کی ہے۔پوری زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی مسجد افضل نہیں ہے۔اس لیے تمہارے دِل میں شوق پیدا ہونا ایمان کا تقاضہ ہے۔توفیق اللہ عطا کرتا ہے، لیکن اگر کسی دل میں اس کے گھر کی جانب جانے کا شوق نہ ہو اسے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ مومن بھی ہے کہ نہیں، رب ذوالجلال کی ذات ایک مومن کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اس سے ملاقات کا شوق اگر دل میں نہ ہو تو محبت محض برائے نام کی محبت بن جاتی ہے، سفر حج کی استطاعت ہو لیکن پھر بھی کوئی شخص بیت اللہ نہیں جاتا۔حج ادا نہیں کرتا تو اسے غور کرنا چاہیے کہ اس کے دل میں ایمان بھی ہے کہ نہیں ہے؟ اس کے دل میں اللہ کے گھر کی طرف جانے کا شوق کیوں پیدا نہیں ہوتا ہے؟

کوئی شخص دنیا کے لحاظ سے بڑا ہو، اس کی عظمت دل میں ہو تو ہم اس کے گھر بار بار جاتے ہیں، بار بار اس سے رابطہ کرتے ہیں لیکن وہ اللہ جس نے ہمیں سب نعمتیں عطا کی ہیں، جو عظمتیں عطا کرنے والا ہے۔کسی مومن کے دل میں اس کے گھر جانے کا شوق پیدا نہ ہو، تو یہ چیز ایمان کی نفی کرتی ہے۔جسے سفر حج کی توفیق مل جائے اسے چاہیے کہ سارے کام چھوڑ کر بیت اللہ کی طرف سفر کا قصد

کرے۔ حج ادا کرے لیکن شیطان دل میں بات ڈال دیتا ہے۔ بچے جوان ہو گئے ہیں، بیٹیاں جوان ہیں، ان کی شادی بھی کرنی ہے، حج کر لیا تو شادی کیسے ہو گی۔ شیطان چاہتا ہے کہ اللہ کے بندے اللہ سے دور رہیں۔ اللہ کے گھر میں جا کر اس کی مغفرت اور رحمت کو حاصل نہ کر سکیں۔ یہ شیطان کا فریب ہے جو وہ انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

ہمیں غور کرنا چاہئے کہ جس رب نے اب یہ دولت دی ہے جو آپ اپنی بیٹیوں کی شادیوں کے لیے محفوظ کر رہے ہیں کیا وہ بعد میں نہیں دے سکتا۔ کیا آپ کے پاس ضمانت ہے کہ آپ کو اتنی زندگی مل جائے گی کہ بیٹیوں کی شادیاں کر سکو گے۔ کیا اس بات کی ضمانت ہے کہ بیٹیوں کی شادیوں تک یہ مال محفوظ رہے گا؟ خرچ نہیں ہوگا؟ وہ اللہ اس بات پر قادر ہے اگر تمہارے دل میں اس کے گھر جانے کا شوق پیدا نہیں ہوتا، مال جمع کیا ہوا ہے۔ اس مال کو کوئی لوٹ کر لے جائے اسے آگ لگ جائے، یہ تباہ و برباد ہو جائے۔

اس لیے اللہ کی عظمت، اس کے گھر کی عظمت کو دل میں بٹھا کر یہ شوق پیدا کریں کہ ہم نے اس کے گھر کی زیارت کرنی ہے، ہم نے بھی حج کرنا ہے۔ اور یہ چیز اللہ کی محبت کی علامت ہے۔ رب ذوالجلال نے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ عظمت صرف اسی کی ہے جسے اللہ عطا کر دے اگر تم بھی عظمت کے طلب گار ہو تو اللہ کے ساتھ تعلق قائم کر لو۔ اللہ کے سامنے عاجزی، انکساری اور تواضع کا اظہار کرو، فخر، غرور اور تکبر اللہ کو پسند نہیں ہے۔ جو اللہ کے مقابلے میں اکڑتا ہے اپنی مرضی کرتا ہے، رب کی بات نہیں مانتا، اپنی چاہت کو ترجیح دیتا ہے، رب کی مرضی کو فراموش کر دیتا ہے، رب کائنات کو ایسے انسان پسند نہیں ہیں۔ یہ حج کا سفر ہمیں اس بات کا درس دیتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی بڑے کے گھر جائیں، لباس فاخرانہ پہنتے ہیں، اچھے سے اچھا لباس ڈھونڈتے ہیں کسی دوست سے مانگتے ہیں کہ آج میں نے فلاں سے ملاقات کرنی ہے۔ اچھا لباس دے دو، لیکن وہ اللہ جو سب سے بڑا ہے جب اس کے گھر جانا ہے تو یہ ساری چیزیں چھوڑ دیں۔ ان کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ یہ فاخرانہ چیزیں تمہاری عبادت میں تمہارے حج میں خلل ڈالیں گی۔ یہ عبادت یہ سفر حج تمہیں عاجزی سکھاتا ہے، اللہ کے سامنے عاجز بن جاؤ، انکساری اور تواضع سکھاتا ہے اور ایک مومن کے دل سے تکبر، فخر اور غرور کو نکال دیتا ہے۔ اللہ

ہمیں توفیق دے کہ ہمارے دلوں میں اللہ کے شعائر کی عظمت پیدا ہو ہر وہ چیز جس کی نسبت اللہ کی جانب ہو جیسے اللہ کا گھر، اللہ کا نبی، اللہ کا رسول، اللہ کی کتاب، اللہ کا کلام، اللہ کی مخلوق، ایسی ہر چیز کا احترام دل میں ہو کہ اس چیز کی نسبت اللہ کی جانب ہوگئی ہے۔اب یہ قابل احترام ہے۔

حرمت مدینہ منورہ

عظمت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اگر ہم بھی عظمت کا حصول چاہتے ہیں تو ہمیں اپنا تعلق اللہ کے ساتھ استوار کرنا اور اسے مضبوط کرنا ہوگا اور اللہ کی جانب منسوب ہر چیز کی اور اللہ کے شعائر کی تعظیم اپنے دل سے کرنا ہوگی لیکن حصول عظمت کے لئے محض اللہ کے شعائر کی تعظیم کافی نہیں ہے۔ جب تک انسان اللہ کے سامنے جھک نہیں جاتا ہے اس کے دین کو اور اس کی تعلیمات کو اختیار نہیں کر لیتا تب تک اسے دنیا میں عظمت نہیں مل سکتی، وہ کتنا ہی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرنے والا ہو لیکن جب تک وہ اپنے آپ کو اپنے مالک کی تعلیمات و ہدایات کے حوالے نہیں کر دیتا۔اسے دنیا میں عزت، عظمت نہیں مل سکتی۔سرزمین مکہ اور بیت اللہ کو فضیلت و حرمت حاصل ہے، اب کوئی شخص بیت اللہ کا متولی بن جائے اس کے ہاتھ میں بیت اللہ کی چابیاں آجائیں وہ اپنے ہاتھوں سے، اپنی دولت سے بیت اللہ کی تعمیر بھی کرے لیکن اللہ کے ہاں اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔کوئی عظمت نہیں ہے۔ جب تک وہ اپنے آپ کو اللہ کی تعلیمات اور دین کے حوالے نہیں کر دیتا۔قریش مکہ جن کے پاس بیت اللہ کی تولیت تھی، جسے چاہتے بیت اللہ میں جانے دیتے، جسے چاہتے بیت اللہ میں جانے سے روک دیتے تھے۔ بیت اللہ کی چابیاں ان کے پاس تھیں وہ اس کے متولی تھے لیکن جب ان لوگوں نے اللہ کے آخری نبی ﷺ کو پریشان کیا، ان پر مظالم ڈھائے، ان پر ایمان نہ لائے۔ان کی تعلیمات کو اختیار نہیں کیا۔رب ذوالجلال کے ہاں ایسے لوگوں کی کوئی عظمت و عزت نہ رہی۔

انسان جب اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کے حوالے کر کے پھر شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے اس کو عظمت ملتی ہے۔لیکن وہ جو اپنے آپ کو اللہ کی تعلیمات کے حوالے نہیں کرتا، اللہ کے دین کو اختیار نہیں کرتا اس کے رسول کی تعلیمات کو اختیار نہیں کرتا، وہ جتنا چاہے خرچ کرے مسجدیں بنانے کے لیے، بیت اللہ کی تعمیر کے لیے، لیکن اللہ کے ہاں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔کوئی

مسجد بناتا ہے یا مسجد کا متولی ہے، لیکن نماز نہیں پڑھتا، مسجد میں نہیں آتا، مسجد بنادی، مال خرچ کر دیا، لیکن مسجد بنانے کا جو مقصد تھا اللہ کے حضور حاضر ہونا، نمازیں پڑھنا، وہ متولی تو بن گیا۔ لیکن مسجد میں آتا نہیں ہے۔ کیا یہ شخص اللہ کے ہاں عظمتیں پا سکتا ہے۔ اللہ کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے، نہیں۔ جب تک یہ مسجد بنانے والا، یہ مسجد کا متولی اپنے آپ کو اللہ کے دین کے سپرد نہیں کرتا، اس کے رسول کی تعلیمات کو اختیار نہیں کرتا، اس کی مسجدیں بنانا کسی کام نہیں آئے گا۔

قریش مکہ نے جو بیت اللہ کے متولی تھے، جب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ پر اور مسلمانوں پر مظالم ڈھائے تو رب ذوالجلال نے ان کو اجازت دے دی کہ تم یہ شہر چھوڑ دو، وہ شہر مکہ جو بہترین جگہ ہے جب اس شہر میں ان ظالموں کے ظلم کی وجہ سے تمہیں اللہ کی عبادت کرنے میں آزادی نہیں ہے تو تم یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ زمین کتنی ہی افضل کیوں نہ ہو، جہاں انسان اپنے خالق و مالک کی بندگی آزادی کے ساتھ ادا نہ کر سکے، اس کا پیغام عام نہ کر سکے تو اسے چھوڑ دینا بہتر ہے۔ اس ہجرت کو ایمان کا معیار بنا دیا کہ وہ مسلمان جو مکہ میں رہتا ہے۔ مکے کو چھوڑتا نہیں ہے۔ اس کے ایمان میں کمزوری ہے۔ مکہ کو چھوڑ دینا واجب کر دیا اور مدینہ منورہ کو دارالہجرت قرار دے دیا۔

مدینہ منورہ اس زمانے میں بیماریوں میں گھرا ہوا تھا۔ وہاں بے شمار بیماریاں تھیں، وہاں انسانی خون کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی، انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج جو آپس میں رشتہ دار تھے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، وہاں یہودیوں کی بالادستی تھی، وہاں کی معیشت پر یہودیوں کا کنٹرول تھا۔ بظاہر جگہ قابل رشک نہ تھی، نہ صحت کے لحاظ سے نہ امن کے لحاظ سے لیکن وہاں کے لوگوں میں کچھ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے رب ذوالجلال نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ تم بھی اور تجھ پر ایمان لانے والے اس بہترین جگہ سرزمین مکہ کے باسیوں کو چھوڑ کر ان کے مظالم سے بچنے کے لئے مدینہ چلے جاؤ۔ وہاں ایسے لوگ ہیں جو بہترین خوبیوں کے مالک ہیں، اچھے لوگوں کو جب اسلام کا سائبان اور نور ہدایت مل جائے تو پھر انہیں مزید عظمتیں اور فضیلتیں مل جاتی ہیں۔

اہل مدینہ کو قوت و طاقت کے لحاظ سے، امن و سلامتی کے لحاظ سے، معیشت کے لحاظ سے کسی بھی لحاظ سے کوئی فوقیت حاصل نہ تھی۔ یہودیوں کے وہ مقروض تھے، امن و سلامتی اور سکون و اطمینان نہیں تھا۔ لیکن انصار میں یہ خوبی ضرور موجود تھی کہ وہ دوسروں کے لیے ایثار کرنے والے،

دوسروں کے لیے قربانی دینے والے، خود بھوکے رہ کر دوسروں کی حاجات پورا کرنے والے، اپنا راحت و آرام اور امن وسکون قربان کر کے دوسروں کے لئے سامان راحت بننے والے تھے۔

ان ہی صفات کی وجہ سے رب ذوالجلال نے اہل مدینہ کا انتخاب کیا، جب وہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ آتے ہیں اور سید کائنات ﷺ کی دعوت پر ایمان قبول کر لیتے ہیں تو ایمان لانے کے بعد نبی کریم ﷺ کو دعوت دیتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ لیکن اس جگہ آپ پر جو ظلم ہو رہا ہے ہمیں یہ برداشت نہیں آپ ہمارے پاس چلے آیئے۔ ہم آپ کو گھر دیں گے، جگہ دیں گے، ہر چیز دیں گے۔ آپ کی حفاظت کریں گے۔ انصارِ مدینہ خود پیشکش کرتے ہیں اور جب انصارِ مدینہ یہ معاہدہ کر رہے تھے۔ تو سید کائنات ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بہت زیرک، دانا اور سمجھدار تھے، کہنے لگے اے انصاریو! سوچ لو، غور کر لو، تم کس بات پر معاہدہ کر رہے ہو، تم اس نبی کو اپنے شہر میں بلا کے اپنے شہر میں جگہ دے کر پورے عرب کو اپنا دشمن بنا رہے ہو۔ یہ ایک انسان کی نہیں بلکہ پورے قریش کی دشمنی ہے۔ جو تم مول لے رہے ہو اگر تم اس نبی کے لیے جانیں قربان کر سکتے ہو تو آج معاہدہ کر لو ورنہ انکار کر دو۔ اس بیعت کے نتائج کیا ہیں؟ تمہیں ایک آدمی نہیں بلکہ پورے عرب کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر سارا عرب مل کر تمہارے شہر پر حملہ کر دے تو کیا تم نبی ﷺ کا دفاع کرو گے۔ یہ بات بڑی واضح انداز میں سمجھا دی، تو انصارِ مدینہ نے کہا ہم اس بات پر راضی ہیں، ہم اس نبی کا دفاع کریں گے، جانیں قربان کریں گے، آپ ﷺ کے لئے مال خرچ کریں گے۔ جب ہم نے آپ ﷺ کے تحفظ کی بیعت کر لی ہے تو آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی اُمت کی حفاظت میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

رب ذوالجلال نے ان ہی انصار مدینہ کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

والذین تبوء و الدار والإیمان من قبلهم یحبون من هاجر إلیهم ولا یجدون فی صدورهم حاجة مما أوتوا ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة ومن یوق شح نفسه فأولئک هم المفلحون ﴿الحشر آیت نمبر ۹﴾

وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کی آمد سے پہلے دار الہجرت کو اپنی قیام گاہ بنا لیا تھا اور ایمان کو اپنے دل میں جگہ دی تھی اور یہ لوگ ان مہاجرین کو دل سے چاہتے تھے۔ ان سے محبت کرتے تھے

جنہوں نے اسلام کے دشمنوں کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ چھوڑ کر ہجرت کی تھی اور جو کچھ ان کو دیا جاتا ہے اس کے بارے میں ان کے دل میں کوئی تمنا، حرص، لالچ نہیں ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ خود ضرورت مند بھی ہوں، حاجت مند بھی ہوں، بھوک افلاس بھی ہو لیکن پھر بھی یہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اور جس کے دل سے حرص اور لالچ نکال دیا جائے تو وہی لوگ کامیاب اور کامیابی پانے والے ہیں۔

انصار مدینہ بہت خوبیوں کے مالک تھے لیکن ان کی عظمت اور بڑھ گئی جب انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے دین کے حوالے کر دیا۔ خود کو اللہ کے رسول کی اطاعت میں دے دیا۔

مدینہ جو بیماریوں میں گھرا ہوا تھا، جب رحمت کائنات ﷺ مدینہ تشریف لاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ مہاجرین بیمار ہو رہے ہیں انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہیں آ رہی، اللہ کی خاطر مکہ چھوڑ کر آئے ہیں، لیکن دل میں اب بھی مکہ کی چاہت ہے، محبت ہے کہ اب بھی واپس چلے جائیں۔ مدینہ میں صحت خراب ہو رہی ہے، اس موقعہ پر آپ ﷺ نے دعا کی

اللهم حبب الينا المدينة كحب مكة او اشد (بخاری)

اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر دے۔ جس طرح تو نے ہمارے دلوں میں مکہ کی محبت پیدا کی تھی أو اشد بلکہ مکہ سے بڑھ کر مدینہ کی محبت دل میں پیدا فرما دے، یہ شہر جس کا نام یثرب تھا، جب اس شہر کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ کی جانب ہوگئی، تو یہ مدینۃ الرسول ﷺ بن گیا اب اس کی عظمت مزید بڑھ جاتی ہے۔ آپ کی دعاؤں کے ساتھ مدینہ کی ساری بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بیماریوں سے پاک ہو جاتا ہے اور آپ ﷺ نے دعا کی تھی کہ

اللهم بارک لنا فی مدينتنا

اے اللہ ہمارے لیے اس مدینہ منورہ میں برکتیں نازل فرما

وبارک لنا فی ثمرنا

اے اللہ ہمارے پھلوں میں، ہمارے باغوں میں برکتیں نازل فرما

اللهم بارک لنا فی صاعنا اللهم بارک لنا فی مدنا (مؤطا امام مالک)

اور اے اللہ ہمارے ماپ تول کے پیمانوں میں برکت ڈال دے۔ زراعت میں بھی،

تجارت میں بھی برکتیں نازل فرما۔ آپ نے مدینہ پہنچنے کے بعد دعا فرمائی تھی۔ جب یثرب کی نسبت آپ ﷺ کی جانب ہو جاتی ہے تو اس شہر کو عظمت ملتی ہے اور وہاں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں پھر آپ ﷺ نے اس مدینہ منورہ کو حرمت والا قرار دے دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

المدینه حرام ما بین عیر الی ثور ، فمن احدث فیها حدثا او آوی محدثا فعلیه لعنة الله وملائکته والناس اجمعین لا یقبل منها صرف ولا عدل (متفق علیه)

اے لوگو آج کے بعد (جب یہ شہر مدینۃ الرسول ﷺ بن چکا ہے) میں آج اس شہر کو چاروں اطراف سے حرمت والا قرار دیتا ہوں۔ جبل عیر سے لے کر جبل ثور تک اور لابتین (لابۃ مدینہ منورہ کے اطراف میں دو مقامات ہیں جہاں سیاہ نوک دار پتھر ہیں ان کو حرۃ بھی کہا جاتا ہے) کے درمیان مدینہ کی یہ سرزمین حرمت والی ہے۔ جس نے سرزمین مدینہ میں کوئی غلط حرکت کی، کوئی حرام کام کیا، کوئی زیادتی کی یا کسی اور ظالم و جابر کو مدینہ میں پناہ دی، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔ جو اس سرزمین میں غلط کام کرتا ہے، زیادتی کرتا ہے، حرام کام کرتا ہے، خون بہاتا ہے، کسی مجرم کو پناہ دیتا ہے، اس پر اللہ کی لعنتیں ہیں اور تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی۔ جس نے یہ کام کیا اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوگا۔ جب تک تائب نہیں ہو جاتا اور اس مدینہ کی عظمت کو اس کے احترام کو دل سے قبول نہیں کرتا، اس کے نیک اعمال اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوں گے۔

رحمت کائنات ﷺ نے اس طرح سرزمین مدینہ کی حرمت قائم کی اور آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے دعا کی تھی کہ اس مکہ کی سرزمین میں برکتیں نازل فرما۔ اے اللہ میں دعا کرتا ہوں مدینے کے لیے جو برکتیں تو نے ابراہیم علیہ السلام کے مانگنے پر اہل مکہ کو عطا کیں اس سے دوگنی برکتیں اہل مدینہ کو عطا فرما۔ (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا یہ سرزمین بڑی بابرکت ہے

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بها فانی اشفع لمن یموت بها (مسند احمد اور ترمذی)

اگر کوئی شخص یہ کر سکتا ہے کہ ہمیشہ مدینہ میں رہے اور اسے مدینہ میں ہی موت آئے تو

اسے ایسا کرنا چاہیے، جس کو مدینہ میں موت آئے گی قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

اور اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

لا یصبر علی لا واء بالمدینة وشدتها احد من امتی الا کنت له شفیعا یوم القیامة(مسلم)

کہ جو شخص بھی مدینہ میں رہتے ہوئے کسی مشکل، کسی تکلیف کا سامنا کرتا ہے، لیکن صبر کرتا ہے مدینہ میں رہائش اختیار کرنے کے بعد مصائب پر، تکالیف پر، صبر کرے تو قیامت کے دن میں اس کے لیے شفاعت کروں گا۔ یہ فضیلت ہے مدینہ میں رہ کر وہاں تکالیف پر صبر کرنے کی۔ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک ﷺ(بخاری)

کہ اے اللہ میری یہ دعا ہے کہ مجھے موت آئے تو تیرے دین کے لیے کام کرتے ہوئے آئے۔ میری موت شہادت کی موت ہو اور میری موت تیرے حبیب، تیرے پیارے نبی ﷺ کے شہر میں آئے۔ جب تصور بھی نہیں تھا کہ مدینہ میں اب کوئی کوئی جنگ ہوگی، دشمن آئے گا، حملہ ہوگا، لڑائی ہوگی، شہادت ملے گی۔ لیکن شہادت کی موت کی تمنا تھی اور یہ تمنا بھی تھی کسی اور جگہ کی نہیں بلکہ سرزمین مدینہ میں مجھے موت آئے۔ جب انسان دل سے دعا کرتا ہے تو پھر اللہ اسے ضرور قبول فرماتے ہیں۔ رب ذوالجلال نے دعا قبول کی اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں نماز فجر کی امامت کرواتے ہوئے آپ کو شہادت عطا کی۔

یہ تمنائیں تھیں ان لوگوں کی جن کے دلوں میں مدینۃ الرسول ﷺ کی عظمت تھی۔ اور جب تک انسان اپنے آپ کو اللہ کے حوالے نہیں کر دیتا تب تک ان چیزوں کی محبت اس کے کسی کام نہیں آئے گی۔ مدینہ سے محبت ہو، بیت اللہ سے محبت ہو، لیکن انسان نہ تو اس گھر والے کی بات کو مانتا ہے نہ اس مدینے والے کی بات مانتا ہے تو اسکے زبانی دعوؤں کا کیا اعتبار؟ محض زبان کے ساتھ، عظمت کا اظہار کرے، لیکن نہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرتا ہے، نہ خود کو رسول کی اطاعت میں دیتا ہے۔ اس کی عظمت ومحبت اور عشق کے دعوے فضول ہیں۔ جب تک اپنے آپ کو اس کے حوالے نہیں کرتا۔

جب مدینہ کی نسبت اللہ کے رسول کی جانب ہوگئی تو وہ مدینۃ الرسول ﷺ بن گیا۔ اس شہر کو عظمت، حرمت اور تقدس حاصل ہو گیا اور جب مسجد کی نسبت آپ ﷺ کے جانب ہوگئی تو مسجد مسجد نبوی بن گئی۔ اس مسجد کو تمام مساجد پر فوقیت حاصل ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھتا ہے اسے ایک ہزار نماز کا اجر ملتا ہے۔ مسجد حرام کے بعد اگر فضیلت ہے، تقدس ہے اور حرمت ہے تو مسجد نبوی کی وہ جگہ عام جگہ تھی۔ لیکن جب مسجد بنی اور مسجد کی نسبت نبی ﷺ کی جانب ہوگئی تو اسے یہ عظمت مل گئی کہ جو شخص وہاں ایک نماز پڑھ لے اس ایک نماز کا اجر ایک ہزار نماز کے اجر کے برابر ہوگا۔ **صلاۃ فی مسجدی هذا افضل من الف صلاۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام** (بخاری)

انسان کو یہ عظمتیں ملتی ہیں جب وہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے۔ خود کو اس کے رسول کے تابع کر دے۔ اس کی تعلیمات کے سامنے سر جھکا دے۔ تو پھر انسان کو عظمتیں، عزتیں ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ مدینے کی تمام چیزوں کو فضیلت مل گئی۔ مدینے کی کھجور کو فضیلت مل گئی۔ مدینے کی جھاڑیوں کو، پودوں کو، حیوانات کو احترام مل گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وہ کھجور جو مدینے کی حدود میں پیدا ہوتی ہے اگر کوئی شخص صبح کے وقت سات کھجوریں کھائے تو شام تک کسی جادو کا اس پر اثر نہیں ہوگا۔ کسی زہر کا اثر نہیں ہوگا۔ (مسلم)

یہی بات آپ ﷺ نے عجوہ کھجور کے بارے میں ارشاد فرمائی اور یہ کھجور صرف مدینہ میں ہوتی ہے۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے بات فرمائی ہے کہ وہ کھجور جو مدینے کی ہے عجوہ ہو یا نہ ہو مدینے کی ہے اگر وہ سات کھجوریں صبح کھا لے تو شام تک جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا، زہر کے اثر سے محفوظ رہے گا۔ یہ حرمت مل گئی چیزوں کو جو وہاں پیدا ہوتی ہیں، وہاں شکار کو حرمت مل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینۃ الرسول کے حیوانات کا شکار نہ کیا جائے جو شکاری جانور مدینہ میں داخل ہو جائے وہ کبوتر ہے کوئی اور جاندار، اس کو مارنا جائز نہیں۔ اسے احترام مل جائے گا یہاں تک کہ پودوں کو اکھاڑنا جائز نہیں۔ یہ حرمت مل گئی اور وہ لوگ جو مدینہ کے باسی تھے مدینے میں رہنے والے انصار مدینہ تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے وہ عام لوگ تھے بلکہ ان کا معاشرے میں شہر میں کوئی مقام

نہیں تھا۔لیکن جب رحمت کائنات نے ہجرت کا اعلان کیا تو اس کے بعد انصار کو وہ عظمت ملی جو کسی اور قوم کو نہیں ملی۔ جن لوگوں نے اس نبی کو پناہ دی جس نبی کو اس کی قوم نے خاندان والوں نے اپنے شہر سے نکال دیا تھا۔ایسے حالات میں جس قوم نے آپ کو اپنے گھر میں، شہر میں جگہ دی اپنی ساری زمینیں آپ کے حوالے کر دیں، سارے باغات آپ کے حوالے کر دیے کہ ہمارے اموال بھی یہ زمینیں بھی جس کو چاہیں آپ ﷺ دے دیں۔ ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔آپ ﷺ نے ان کو یہ مقام دیا کہ فرمایا کہ جو شخص بھی انصار کے ساتھ محبت کرتا ہے۔وہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ اللہ کا محبوب ہے اور انصار سے جو دشمنی رکھتا ہے وہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ منافق ہے، مسلمان نہیں ہے۔انصار کے ساتھ محبت کو ایمان کی کسوٹی قرار دے دیا کہ جو انصار کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ سچا مومن ہے جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی انصار سے دشمنی کرتا ہے منافق ہے مسلمان نہیں ہے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے انصار: **انتم من احب الناس الی (مسلم)**

کہ اے انصار تم میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہو۔میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔کیوں کہ یہ وہ قوم تھی جس نے اپنے آپ کو نبی کے سپرد کر دیا اپنی خواہشات کو تجارت کو باغات کو اس کے حوالے کر دیا کہ آپ ﷺ جو چاہیں کریں، آپ ﷺ جو کہیں گے ہم مانیں گے جو حکم دیں گے تسلیم کریں گے، تو ان کو عظمت ملی۔

جب مکہ فتح ہوا تو سید کائنات ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے کچھ اموال ان قریش کو دے دیا جو نئے مسلمان ہوئے تھے تا کہ تالیف قلب ہو اور وہ اسلام پر قائم رہیں، لیکن انصار کو نہیں دیا تو انصار کے نوجوانوں کے دِل میں بات آئی کہ دیکھو جب اس نبی ﷺ کو ان لوگوں نے شہر سے نکال دیا تھا ہم نے جگہ دی۔ ہم نے اپنے مکانات دیے، زمینیں دیں، لیکن آج فتح حاصل ہوئی ہے، مال آیا ہے تو ان کو مال دے دیا ہے۔ہم کو محروم کر دیا۔آپ ﷺ کو جب یہ بات پہنچی، آپ ﷺ نے ان کو بلا لیا کہ اے انصار مجھے یہ بات پہنچی ہے۔تم نے یہ بات کہی ہے تو بڑوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ ہاں بات ہوئی ہے لیکن ہم نے نہیں کہی۔نوجوانوں نے کہی ہے، کسی بڑے نے یہ بات نہیں کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے انصار؛ دیکھو یہ لوگ اپنے گھروں کو کیا لے کر جا رہے ہیں کسی کے پاس

بکریاں ہیں، کسی کے پاس اونٹ ہیں، کسی کے پاس مال ہے۔ یہ لوگ، بکریاں، اونٹ اور مال لے کر گھروں کو جا رہے ہیں، لیکن انصار تم کیا لے کر جا رہے ہو؟ ان کے پاس تو بکریاں ہیں، اونٹ ہیں، تمہارے پاس اللہ کا رسول ہے، تم اللہ کے رسول کو لے کر مدینہ جا رہے ہو، تمہیں اور کیا چاہیے تم اس پر راضی نہیں ہو، انہیں بکریاں مل گئی۔ تمہیں اللہ کا رسول مل گیا۔ تم ان سے بڑھ گئے ہو۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے انصار سن لو، جان لو، میں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا، تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا، بیعت کی تھی اور میں اللہ کا نبی ہوں یہ نہیں ہوسکتا کہ مکہ فتح ہو جائے اور میں مکہ میں رہوں۔ سن لو میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے، مکہ فتح ہو جائے، میں اپنے گھر میں نہیں رہوں گا۔ مکہ میں نہیں رہوں گا۔ مدینے میں رہوں گا میرا آج کے بعد جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے۔

انصار بڑے خوش ہوئے، لوگوں کو دنیا کا مال ملا، ہمیں اللہ کا رسول ملا۔ جنہیں اللہ کا رسول مل جائے انہیں اور کیا چاہیے۔ ان کے لیے یہی مال قیمتی مال ہے۔ یہی سامان قیمتی سامان ہے۔ تو رب ذوالجلال ہر اس چیز کو عظمت عطا کرتے ہیں، جن کی نسبت اللہ کی طرف ہو جائے، رسول کی جانب ہو جائے، لیکن محض زبانی نسبت کے ساتھ نہیں۔ واقعتاً وہ لوگ جو بیت اللہ کے متولی تھے، بیت اللہ کی چابی جن کے پاس تھی، جب انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے احکام کے تابع نہیں کیا ان کو ذلت اٹھانی پڑی۔ لیکن جب مدینہ کے باسیوں نے اپنے آپ کو اللہ رسول کے حوالے کر دیا، ان کی تعلیمات کو اختیار کر لیا، ان پر ایمان لے آئے، انہیں وہ عظمت ملی جو قریش کو نہیں مل سکی۔ جو بیت اللہ کے متولیوں کو نہیں مل سکی۔ تو انسان کو عظمت ملتی ہے اس چیز کے ساتھ کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے۔ اللہ کے رسول کے حوالے کر دے، پھر اس کے دل میں مکہ کی محبت ہو، مدینہ کی محبت ہو، مدینہ کی ہر چیز کے ساتھ محبت دل میں ہو، یہ ہونی چاہیے، ایمان کا تقاضہ ہے کہ جس چیز کی نسبت اللہ کی جانب ہو جائے وہ چیز ہمارے دلوں میں محترم بن جائے، محبوب بن جائے اور رحمت کائنات جب بھی سفر سے واپس آتے تھے، جب مدینہ کی آبادی نظر آتی تو مدینہ کی محبت کی بنا پر آپ ﷺ کے قدم تیز ہو جاتے تھے، جب اللہ کے نبی ﷺ

کے دِل میں مدینہ کی محبت تھی اور سفر سے واپسی پر آپ ﷺ کے قدموں میں تیزی آ جاتی۔ اگر سواری پر ہوتے تو سواری کو تیز کر دیتے۔ مدینہ سے محبت ہمارے ایمان کا جزء ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضہ ہے کہ وہ چیز جو ہمارے نبی ﷺ کو محبوب تھی، ہمیں بھی محبوب ہے۔ وہ احد پہاڑ ہے، وہ مدینے کی گلیاں ہیں وہ مدینہ کی زمین ہے، وہ مدینے کے پھل ہیں جو چیز مدینے کی ہے وہ ہمارے نبی ﷺ کو محبوب تھی ہمیں بھی محبوب ہونی چاہیے۔

لیکن یہ محبت تب کام دے گی جب ہم اپنے آپ کو اس نبی کی تعلیمات کے حوالے کر دیں گے۔ نبی ﷺ کی بات کو نہ مانیں، نبی ﷺ کے احکامات کو نہ مانیں، مسجد نبوی میں جانے کا شوق تو ہو لیکن نمازوں کی پابندی نہ ہو، ارکان اسلام کی پابندی نہ ہو، تو یہ چیز جو دین کی اصل ہے، جو اصل مقصود تھا اگر یہ نہیں ہیں تو یہ ساری محبتیں کسی کام نہیں آئیں گی۔ یہ محبتیں بہت عزیز ہیں، یہ محبتیں ایمان کے تقاضے ہیں۔ لیکن ایمان کا پہلا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ رسول کے حوالے کر دو، جس طرح انصار مدینہ نے کیا تھا اپنا ایمان بھی اپنا مال بھی اپنی خواہشات بھی، اپنی تمنائیں بھی سب کچھ آپ ﷺ کے تابع کر دیں۔ جیسا آپ کہیں گے ہم ویسا کریں گے۔ آپ کہیں یہ باغ اس کو دے دو ہم اسے دیں گے جو آپ کہیں گے ہم ویسا کریں گے۔ یہ چیز اپنے اندر پیدا کیجیے، اپنے آپ کو اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات، احکامات کے سپرد کر دیجیے۔ پھر اس کے ساتھ منسوب ہر چیز کی محبت، عظمت، دل میں پیدا کیجیے۔ محبت کیجیے ہمارا ایمان مکمل ہو جائے گا اور جب ہم اس طرح کے بن جائیں، اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیں، رسول ﷺ کے حوالے کر دیں، ان کی منسوب چیز سے محبت پیدا ہو جائے تو پھر اللہ عظمتیں عطا کرے گا، آج بھی اُمت باوجود اس کے کہ دین سے بہت دور ہے۔ لیکن آج بھی اس اُمت پر رحمتیں ہیں، برکتیں ہیں کہ کسی تباہی کا، بربادی کا شکار نہیں ہو رہی۔ اللہ کی حفاظت میں ہے لیکن یہ اُمت صحیح معنوں میں اُمت محمد یہ بن جائے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اختیار کرے تو وہ عزت رفتہ جو ہم سے چھن چکی ہے، وہ دوبارہ ہمیں مل سکتی ہے۔ یہی راستہ ہے اپنی عظمت اور اپنی عزت کو پانے کا، کامیابی کو پانے کا، کہ اپنے آپ کو اللہ اور رسول کے حوالے کر دیں۔